۹

ناقدری کرنے پر نعمتیں چھین لی جاتی ہیں

(فرمودہ ٦- فروری ۱۹۱۴ء بمقام قادیان)

تشہّد ' تعوّذاور سورۃ فاتحہ کے بعد حضرت صاحبزادہ صاحب نے سورۃ بقرہ رکوع اول کی آخری دو آیتیں پڑھ کر فرمایا-

دنیا میں دوہی قسم کے آدمی ہوتے ہیں- ایک تووہ لوگ ہیں کہ وہ کسی چیز کا انکار کریں تواپنی کم علمی کی وجہ سے کرتے ہیں اورجب ان کو کوئی خوبی 'کوئی نیکی اچھی طرح سے سمجھادی جاوے تووہ مان لیتے ہیں- دوسراگروہ وہ لوگ ہیں جو کہ کسی بات کا انکار اپنی کم علمی کے سبب سے نہیں کرتے بلکہ وہ ایک بُغض اورضِدّ' تعصّب اورہٹ دھرمی کے سبب سے انکارکرتے ہیں- جو لوگ کہ کم علمی کی وجہ سے انکارکرتے ہیں ان کو سمجھانابالکل آسان ہوتاہے اوروہ ہدایت کے بالکل قریب ہوتے ہیں اوران کیلئے ہدایت پاجانا بالکل آسان ہوتاہے- اوردوسرافریق جو تعصّب اورہٹ دھرمی کی وجہ سے انکارکرتے ہیں ان کیلئے سمجھانا کبھی بابرکت نہیں ہوسکتااوروہ ہدایت نہیں پاسکتے- ہر ایک نبی کے وقت میں ایسے گروہ پیدا ہوتے رہے ہیں- ایسے لوگ خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اوردوسروں کیلئے بھی گمراہی کا موجب بنتے ہیں-

حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ سے یہ بات شروع ہے- آدم کا اورابلیس کا مقابلہ ہوا- ابلیس نے کہا- اَنَاخَیْرٌمِّنْہُ [1] میں آدم سے بہتراوراس سے اعلیٰ ہوں اورمیرادرجہ اس سے بلندہے- پھراس کو خدا کی عظمت وجبروت سے ڈرایا گیا- مگراس نے قبول نہ کیا اور انکار ہی کرتا رہا- آدم بھی اکیلا تھااوراس کا ابلیس بھی اکیلا ہی تھا-

پھر آدم علیہ السلام کے قائم مقام بھی بڑھے اور اس کی اولاد نے ترقی کی تو ادھر ابلیس کے بھی قائم مقاموں نے ترقی کی اور وہ بڑھتے گئے پھر جتنا جتنا زمانہ بڑھتا گیا اتنے ہی یہ دونوں قومیں بڑھیں۔ موسیٰؑ علیہ السلام کے ساتھ بھی یہی معاملہ ہوا اور حضرت عیسیٰؑ کے ساتھ بھی۔ اور آنحضرت ﷺ کے زمانہ مبارک میں بھی ایک ایسی جماعت پیدا ہوگئی تھی جنہوں نے اس وجہ سے نافرمانی کی کہ ان میں سے ایک آدمی نکل کر سمجھانے کیلئے کھڑا ہوگیا ہے اور وہ نبی بن گیا ہے۔ ہمارے زمانے میں بھی ایک جماعت نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا انکار کیا اور انہوں نے انکار اس وجہ سے نہیں کیا کہ ان کو سمجھ نہیں تھی بلکہ اس وجہ سے انکار کردیا کہ ان کے دل میں ایک تعصب اور ہٹ دھرمی تھی۔ جب کسوف وخسوف ماہ رمضان میں ہوئے تو ایک مولوی جو اس وقت مسجد میں ٹہل رہا تھا بار بار کہتا جا رہا تھا۔ ”ہُن لوگ گمراہ ہون گے‘ ہُن لوگ گمراہ ہون گے۔“ یعنی اب لوگ گمراہ ہوجائیں گے کیونکہ حدیثوں میں یہ مہدی کا نشان لکھا ہے کیونکہ اس کے زمانہ میں کسوف وخسوف دونوں ماہ رمضان میں اکٹھے ہوں گے [۲]۔ اور اب وہ بات تو سچی ہوگئی اور ایک شخص ایسا بھی موجود ہے جس کا یہ دعویٰ ہے کہ میں مسیح موعود و مہدی معہود ہوں اور اس نے اپنی صداقت کا نشان یہ بھی بتلایا ہوا ہے‘ تو اب لوگ اس کو مان لیں گے۔

اب اس کی ضِدّ اور تعصّب کو دیکھو کہ وہ کہتا ہے کہ لوگ جو مان لیں گے وہ گمراہ ہو جائیں گے۔ وہ سمجھا ہوا تھا مگر ایک بُغض جو اس کے دل میں تھا اس کی وجہ سے اس نے اس ہدایت کا نام بھی گمراہی رکھا۔ ایک اور مولوی جس سے احمدیوں کا مباحثہ ہوا‘ وہ بہت ہی خلاف باتیں لوگوں کو بتلا رہا تھا۔ اسے ایک دوسرے آدمی نے اسی کی زبان میں سمجھانا چاہا تو اس نے جواب دیا کہ ہم اگر لوگوں کو تمہاری مخالفت کی وجہ سے ایک کی بجائے دو خدا منوانا چاہیں تو یہ ماننے کو تیار ہیں۔ ایسے لوگوں کا کام صرف مقابلہ و مجادلہ ہی ہوا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا دو گروہوں میں سے جو لوگ کہ کسی بے علمی کی وجہ سے انکار کرتے ہیں اور جب علم ہوگیا تو مان لیتے ہیں ایسے لوگ کامیاب ہوں گے۔ اور جو لوگ کہ ضد اور تعصب اور ہٹ دھرمی کو کام میں لاتے ہیں ایسے لوگوں کو تیرا ڈرانا یا نہ ڈرانا برابر ہے‘ ایسے لوگ ہدایت نہیں پاسکتے۔ خدا تعالیٰ بڑا غیور ہے۔ بہت سے انسان باغیرت ہوتے ہیں انسان کی فطرت میں غیرت کے سمجھانے کیلئے یہ رکھا ہے کہ انسان جب کسی کے ساتھ کوئی احسان کرے یا کسی پر خوش

ہو کر اس کو انعام دے اور آگے اس کی بےقدری ہو تو اس سے انعام لے لیتا ہے اور پھر اس کو انعام نہیں دیتا- اسی طرح اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ ۳؎ تم اگر میری نعمتوں کی قدر کرو گے تو مَیں تم پر انعام زیادہ کروں گا- یہاں تاکید فرمائی ہے کہ مَیں ضرور تمہاری نعمتوں کو زیادہ کروں گا- یہ فطرت انسانیہ سمجھائی ہے- ہرایک انسان اپنے نفس میں سمجھ سکتا ہے کہ اگر وہ کسی پر انعام کرے اور وہ آگے سے انعام کی بےقدری کرے تو پھر انسان اس پر کبھی انعام نہ کرے گا اور اسے کچھ نہ دے گا-اگر انسان کسی کو کپڑا دے اور وہ وہیں اس کے سامنے چیر پھاڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کردے یا کھانے کی چیز دے اور وہ کتے کے آگے پھینک دے- یا دودھ دیا اور اس نے پھینک دیا اور انعام کی بےقدری کی تو پھر اسے انعام دینے کو جی نہیں چاہتا اور انسان پھر دوبارہ اس پر انعام نہیں کرے گا- انسان تو اگر انعام کی بےقدری ہوتے دیکھے تو جس پر انعام کرے اس سے سب انعام چھین لیتا ہے اور جو کوئی اللہ تعالیٰ کے انعاموں کی بےقدری کرے تو اللہ تعالیٰ چونکہ ربّ العٰلمین ہے (ہمارے تو حوصلے پست ہوتے ہیں اس لئے سب انعام اس سے چھین لیتے ہیں)' اللہ تعالیٰ جس نعمت کی ناقدری دیکھے وہی اس سے چھینتا ہے اور صرف اس کی سزا دیتا ہے جس کا خلاف ہو-

انعامات دو قسم کے ہوتے ہیں جسمانی اور روحانی- جسمانی انعامات میں سے آنکھ کو لے لو- جو شخص کہ آنکھ سے کام نہ لے اور اسے استعمال میں نہ لائے تو آنکھ ناکارہ ہوجاتی ہے اور تباہ ہوجاتی ہے پھر وہ کبھی کام نہیں دے سکتی- بعض ہندو لوگ ہاتھوں کو سکھا دیتے ان سے کام نہیں لیتے اور ان کو یونہی کھڑا رکھتے ہیں تو وہ ہاتھ سُوکھ کر نکمے ہوجاتے ہیں- غرض انسان جس عضو سے کام لیوے وہ ترقی کرتا ہے اور جسے بیکار چھوڑدے وہ نکمّا ہوجاتا ہے- جس طرح انسان کے ظاہری اعضاء کے ساتھ معاملہ ہے ایسے ہی روحانی اعضاء کا معاملہ ہے- ہرایک عضو کے دو کام ہوتے ہیں روحانی اور جسمانی- اگر کوئی آدمی عقل سے کام نہ لے تو اس کی عقل ماری جاتی ہے اور جو حافظہ سے کام نہ لے اس کا حافظہ نکما ہوجاتا ہے- ایسے ہی جو شخص دانائی سے کام نہ لے تو اس کا بھی یہی حال ہوگا-اسی طرح اگر کوئی شخص قرآن کریم کو نہ پڑھے اور اگر وہ قرآن کریم کی ایک آیت کو بھی غور سے نہ دیکھے اور اسے سمجھنے کی کوشش نہ کرے تو وہ روحانی معاملات کے سمجھنے سے قاصر رہتا ہے- ایسے لوگ جو قرآن کریم کے سمجھنے میں اپنے

افکار سے کام نہ لیں اوراس کو سمجھنے کی کوشش نہ کریں توایسے لوگوں کے دلوں پر مہر ہوجاتی ہے اور وہ کچھ سمجھ نہیں سکتے- اور جس طرح ظاہری اعضاء کو کام میں نہ لایا جائے تووہ بے کار ہوجاتے ہیں ایسے ہی ان کی دل کی آنکھوں پرپردے پڑ جاتے ہیں اوران کے دل کی بینائی ماری جاتی ہے اوربالکل ضائع ہوجاتی ہے اوران کے کانوں میں بوجھ پڑجاتے ہیں وہ کچھ نہیں سن سکتے- اوران کو سزادی جاتی ہے اورانہیں سخت عذاب ہوگا- اور جو ایمان لے آتا ہے اور ماننے اور ہدایت کو قبول کرنے کیلئے تیار رہتاہے اُسے تو اور زیادہ انعام ملتے ہیں اور وہ کامیاب ومظفرومنصور ہوتاہے- اور جو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ناقدری کرتاہے اوروہ کفر کرتاہے تو اس سے وہ نعمتیں چھین لی جاتی ہیں اوراسے عذاب ملتا ہے- ایسے منکر جو بغض سے کام نہ لیں ان کیلئے تو ہدایت کے رستے کھلے ہوتے ہیں- یہ تومنکرین قرآن کیلئے ہے- جو شخص کہ قرآن کریم کی ایک آیت کابھی انکار کرتاہے تو جس طرح اگر کوئی ایک عضو کو کام میں نہ لائے توناکارہ ہوجاتاہے ایسے ہی وہ ایک آیت کا انکارکرنے والا بھی- تمہیں چاہیئے کہ اس کی قدر کرو- قرآن کریم کو پڑھو اوراس پر غوروفکر کرو- اگر کوئی ایک آیت کا بھی انکار کرتاہے تواس کے دل کی بینائی ماری جاتی ہے- مومن کو ہروقت ہوشیار رہنا چاہیئے اور کوشش کرنی چاہیئے کہ انکار کی حالت دُور ہو اور ہرعضو سے مناسب کام لینا چاہیئے' ایسا نہ ہوکہ کہیں ناکارہ ہوجائیں- اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق عطافرمائے-

(الفضل ۱۱-فروری ۱۹۱۴ء)

۱؎ الاعراف:۱۳

۲؎ سنن الدارقطنی الجزء الثانی صفحہ ۶۵ مطبوعہ قاھرہ ۱۹۶۶ء

۳؎ ابراھیم:۸